معلّقات ـ تعداد، مرتّب اور وجہِ تسمیہ

صفدر سلطان اصلاحی ـ لکچرر ـ اجمل خاں طبیہ کالج علیگڈھ مسلم یونیورسٹی ـ علی گڑھ

جاہلی عربوں کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف ہمیشہ کیا جاتا رہا ہے۔ دورِ جاہلی میں تہذیب و تمدن سے دوری کے باوجود زبان و بیان میں ان کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ ان کی زبان دانی اور علم و فن سے آگہی کا سب سے بڑا ثبوت ہمارے پاس اس وقت وہ شعری ورثہ ہے جو تواتر کے ساتھ زبانی روایت کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے اور جس میں سب سے ممتاز مقام ان قصائد کا ہے جن کو "معلقات" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ قصائد دورِ جاہلی میں عربوں کے تمدن اور معاشرت سے واقفیت کا سب سے معتمد اور اہم ذریعہ ہیں۔ یہ قصائد مختلف ادبی، ثقافتی اور تاریخی عوامل کی وجہ سے ہمیشہ ادبا اور تاریخ نویسوں کی خصوصی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شرح، تعلیق اور حواشی پر دیگر عربی قصائد کے بالمقابل زیادہ کوششیں صرف کی گئی ہیں۔ اور جن کا سلسلہ آج تک جاری ہے ان قصائد کا ذکر جس طرح کیا جاتا ہے اور عربی تہذیب و ثقافت پر ان سے جس طرح استدلال کیا جاتا ہے اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ان کی صحت، تعداد اور

وجہ تسمیہ وغیرہ پہلاد بارہ اور تاریخ نویسوں کا اتفاق ہوگا۔ حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں ہے۔ دورِ حاضر میں ان قصائد کی صحت اور عدمِ صحت سے متعلق [illegible] بحثیں کی گئی ہیں۔ مستشرقین کے علاوہ عرب ادبار کی ایک [illegible] نے ان کی صحت پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا ہے۔ یہ موضوع بہت طویل بحث و تحقیق کا متقاضی ہے۔ اس سے صرفِ نظر کرکے اگر ان کی تعداد، وجہ تسمیہ اور جامع پر غور کیا جائے تو ان مباحث میں بھی ادیبوں کا اتفاق نظر نہیں آتا۔ اس مضمون میں ہم ان ہی مباحث سے متعلق ان کے اختلافات کا مختصر جائزہ لیں گے۔

جمہرۃ اشعار العرب کے مؤلف ابوزید قرشی کے بقول ان کی تعداد آٹھ ہے: امرؤالقیس، زہیر، نابغہ، اعشیٰ، عمرو بن کلثوم، طرفہ، عنترہ۔ جب کہ امام زوزنی نے ان کی تعداد سات بتائی ہے۔ انھوں نے اعشیٰ اور نابغہ کو اصحاب معلقات میں شامل نہیں کیا ہے اور حارث بن حلزہ کے قصیدہ کا اضافہ کیا ہے۔ ابوزکریا التبریزی نے مذکورہ بالا تمام شعراء کو اصحاب معلقات میں شمار کیا ہے اور عبید بن الابرص کا مزید اضافہ کیا ہے۔ اس طرح ان کے یہاں اصحاب معلقات کی کل تعداد دس ہوگئی۔ ابوجعفر النحاس اور علامہ ابن خلدون نے ان کی تعداد سات ہی بتائی ہے۔

دورِ جاہلی کے ان منتخب قصائد کا نام معلقہ کیوں رکھا گیا؟ اس [illegible] اصحاب اخبار میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ مشہور ادبار کی ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ عربوں نے دورِ جاہلی میں ان قصائد کی تعظیم و تکریم کے پیش نظر انھیں کعبہ کے پردوں پر لٹکا دیا تھا۔ اس لئے ان کا نام معلقہ رکھا گیا۔ اس کے بالمقابل ایک دوسری جماعت کا خیال یہ ہے کیونکہ کعبہ پر لٹکائے جانے

کی صحت کا تذکرہ مستند تاریخی کتابوں میں نہیں ملتا تھا اور نہ ہی عقل اس پر مطمئن ہوتی ہے اس لئے اس کی تصدیق نہیں کی جا سکتی۔ ان ادیبوں نے معلقہ کی اصل وجہ تسمیہ اپنے اپنے فکر کے مطابق الگ الگ پیش کی ہے۔

لیکن اس سے کہ دونوں مکاتب فکر کے خیالات اور دلائل کا جائزہ لیا جائے اس امر کی تحقیق ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ان قصائد کو یکجا کس نے کیا؟ اور ان کا نام معلقہ کس نے رکھا؟ یہ امر محقق ہے کہ قصائد کا یہ نام خود ان کے اپنے دور میں نہیں تھا۔ اسی لئے یہ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلا شخص جس نے ان معلقات کو تمام عربی اشعار سے منتخب کیا اور انھیں ایک مجموعہ کی شکل دی اسی نے یہ نام بھی رکھا ہوگا۔ تاریخی دلائل کے مطابق ان قصائد کا سب سے پہلا جامع حماد راویہ[۴] ہے۔ ابوجعفر النحاس معلقات کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"یہ خیال محقق ہو چکا ہے کہ حماد راویہ نے لوگوں کی شعر و شاعری سے زیادہ غفلت کو دیکھ کر کافی جدوجہد کے بعد ان قصائد کو جمع کیا۔ اس نے لوگوں میں یہ بات بھی عام کر دی کہ دورِ جاہلی کے یہی مشہور و معروف قصائد ہیں جن کو جاہلی عرب اپنا سرمایۂ افتخار تصور کرتے تھے۔" ابوجعفر النحاس کے اس قول کی تائید ابن انباری، ابن خلکان اور دیگر مؤرخین نے بھی کی ہے[۵]۔ دورِ جدید کے مشہور ادبا میں سے شوقی ضیف، مصطفیٰ صادق رافعی، عمر فروخ، ڈاکٹر کارل بروکلمان وغیرہ نے معلقات کا جامع حماد بن راویہ ہی کو قرار

ادبی کتابوں میں ان قصائد کے کئی نام اور بھی مذکور ہیں مثلاً السبع الطوال، السموط، السبعیات، المذہبات، المقلدات وغیرہ[۶]۔

یہ بات گزر چکی ہے کہ ادبا کی ایک بڑی تعداد کے نزدیک ان قصائد کا

نام معلقہ رکھے جانے کی وجہ ان کو کعبہ پر آویزاں کیا جانا ہے۔ مشہور مؤرخ اور ادیب علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں "عربوں کے شعر و شاعری سے حد درجہ شغف کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے منتخب قصائد کو کعبہ کے پردوں پر معلق کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے امرؤ القیس، نابغہ، زہیر بن ابی سلمیٰ، عنترہ بن شداد العبسی، طرفہ بن العبد، علقمہ بن عبدہ، اعشیٰ اور دیگر اصحاب معلقات کے قصائد کو لکھ کر کعبہ پر معلق کر دیا تھا"۔ مشہور ادیب ابن عبد ربہ کا بیان ہے "عربوں کا شعر گوئی سے عشق اس حد تک آگے بڑھ گیا کہ انھوں نے سات قصائد کو زمانہ جاہلی کے اشعار سے الگ کیا۔ پھر ان کی کتابت آب زر سے کی اور انھیں کعبہ پر معلق کر دیا۔ آب زر سے لکھے جانے ہی کی وجہ سے ان کو مذہبات کہا جاتا ہے ان کا نام مذہبات اور معلقات دونوں ہے"۔ ابن رشیق اپنی کتاب "العمدۃ فی صناعۃ الشعر و نقدہ" میں رقمطراز ہیں۔ "معلقات کا نام مذہبات بھی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انھیں اشعار سے علیحدہ کرکے آب زر سے کتابت کی گئی پھر ان کو کعبہ میں پر لٹکا دیا گیا"۔ ابن رشیق کی تائید میں کئی علماء کے اقوال بھی کتاب العمدۃ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ مشہور ادیب البغدادی نے اپنی کتاب الخزانہ میں مذکورہ بالا قول کی تائید کی ہے۔ ان کا بیان ہے "زمانہ جاہلی میں عرب کے کسی گوشے میں جب کوئی شاعر اپنی تخلیق پیش کرتا تھا تو اس کی پرواہ نہیں کی جاتی تھی اور نہ ہی اس کو کہیں پڑھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ شاعر حج کے موسم میں مکہ آتا تھا وہاں قریش کی محفلوں میں اپنے قصیدہ کو پیش کرتا تھا اگر وہ اسے پسند کر لیتے تو یہ اس کے لئے ایک قابل فخر بات ہوتی تھی اور اس کے قصیدے کی روایت کی جاتی تھی اور اسے کعبہ کے ستونوں پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ اور اگر قریش اسے ناپسند قرار دے دیتے تھے تو اس کی کوئی قدر نہیں ہوتی تھی یہاں

سب سے پہلا قصیدہ جو کعبہ پر لٹکایا گیا وہ امرؤ القیس ہے۔ اس کے بعد بہت سے شعراء کا کلام لٹکایا گیا[۱۰]۔"

دورِ جدید کے ادیبوں میں جرجی زیدان، ڈاکٹر عمر فروخ اور بعض دیگر ادباء نے بھی مذکورہ بالا قول کی تائید کی ہے۔ جرجی زیدان اپنی کتاب "تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ" میں لکھتے ہیں "عربوں کے دلوں میں شعر کی جو تاثیر اور عظمت تھی اس سے اس بات کو تسلیم کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ان کو کعبہ پر لٹکایا گیا ہوگا[۱۱]۔" ڈاکٹر عمر فروخ لکھتے ہیں "بہت سی متواتر روایات کو دیکھ کر یہ خیال غلط نہیں معلوم ہوتا کہ معلقات کو زمانہ جاہلی میں مدون کیا گیا تھا اور ان کو کعبہ پر لٹکایا گیا تھا۔ دورِ جاہلی میں یہ بات عربوں میں موجود تھی کہ وہ اپنے اہم معاہدوں اور صلح ناموں کو لکھ کر کعبہ پر معلق کر دیا کرتے تھے[۱۲]۔"

ادباء کی ایک قابلِ ذکر تعداد تعلیق کی روایت کا شدت سے انکار کرتی ہے ان میں سرِ فہرست ابو جعفر النحاس النحوی ہیں۔ انھوں نے اپنی شرح معلقات میں تعلیق کی روایت کا تذکرہ کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک مصدَّق نہیں ہے۔ انھوں نے اس روایت کے گھڑنے کا الزام حماد راویہ پر رکھا ہے[۱۳]۔ واضح رہے کہ حماد راویہ ابو جعفر النحاس کے بالکل متصل زمانے کا فرد تھا۔ ابو جعفر النحاس کے قول کی اہمیت کا احساس اس امر سے بھی ہوتا ہے کہ عصرِ عباسی کے نمایاں اور ممتاز ادیبوں نے بھی معلقات کی اس وجہ تسمیہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اس سلسلے میں خاص طور سے ابو عمرو بن العلا، ابو زید القرشی، ابو الفرج الاصفہانی، محمد بن سلام، اصمعی اور مفضل بن ضبی کا نام بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے[۱۴]۔

دورِ جدید کے کئی مشہور ادباء تعلیق کی روایت کا شدت سے انکار کرتے ہیں۔

کارل بروکلمان اپنی کتاب "تاریخ الادب العربی" میں لکھتے ہیں "معلقات کی یہ وجہ تسمیہ — تعلیق علی الکعبہ — ظاہری لفظ کا خیال رکھتے ہوئے گھڑی گئی ہے جبکہ فی الواقع انھیں کعبہ پر لٹکایا نہیں گیا۔ صحیح بات یہی ہے کہ یہ سب حماد راویہ اور اس کے رفقاء کی کارستانی ہے جس کو علمی دھوکے کے علاوہ کوئی دوسرا نام نہیں دیا جا سکتا[۱۳]"۔ مصطفیٰ صادق رافعی نے اپنی کتاب "تاریخ آداب العرب" میں لکھا ہے "جہاں تک معلقات کی آب زر سے کتابت اور ان کو کعبہ پر معلق کرنے کی روایت کی صحت کا سوال ہے تو یہ روایت میرے نزدیک خود ساختہ اور من گھڑت ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے متاخرین نے ایک من گھڑت روایت کو نامعلوم کیسے قبول کر لیا؟[۱۴]" استاد شوقی ضیف نے تعلیق کی روایت کو افسانہ قرار دیا ہے اور متاخرین کی غلط تاویل پر سخت حیرت اور تعجب کا اظہار کیا ہے[۱۵]۔

مشہور مستشرق ادیب نکلسن نے تعلیق کے اقوال کا ذکر کرنے کے بعد اپنے تأثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے "اگر یہ اقوال صحیح ہوتے تو ان کی تائید تاریخ ادب کے اہم مآخذ سے ضرور ہوتی۔ قرآن مجید، مذہبی روایات، مکہ کی قدیم تاریخ اور الاغانی جیسی اہم ادبی کتابوں میں تعلیق کی روایت کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ چونکہ ان معتمد اور محفوظ مآخذ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے ہم کو اس کی صداقت پر شبہ ہے[۱۶]"۔

مشہور عربی ادیب اور محقق عبدالسلام محمد ہارون نے ابو محمد بن قاسم الانباری کی شرح معلقات پر اپنا تحقیقی نوٹ لکھتے ہوئے اس خیال کا اظہار کیا ہے "متقدم عربی شخصیات کے بیان سے ان قصائد کے کعبہ پر معلق کیے جانے کی روایت کی تصدیق ہو جاتی ہے جبکہ ہم کو اس تسمیہ کے وجہ صرف [illegible]

جن کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ادب کے فاضل اور مشہور اماموں کو اس وجہ تسمیہ التسمیہ کا ذکر کرتے ہوئے ہم نہیں پاتے ہیں۔ مثلاً جاحظ، مبرد، ابوزید القرشی اور ابوالفرج الاصبہانی۔ ان معلقات کے مشہور شارحین نے بھی اس تسمیہ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔ مثلاً ابوبکر محمد بن القاسم الانباری (۲۷۱-۳۲۷) ابوجعفر النحاس (-۳۳۸) ابوعبداللہ الحسین بن احمد زوزنی (-۴۸۶) ابوزکریا یحییٰ بن علی التبریزی (-۵۰۲) وغیرہ"

مذکورہ بالا دونوں اقوال کو اگر دلائل و براہین کی کسوٹی پر رکھ کر صحیح تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوگی کہ معلقات کو کعبہ پر معلق کیے جانے کی روایت کے موافق ادباء اور مؤرخین کے پاس عقلی دلائل کی کچھ کمی ہے۔ قدیم ادباء میں بغدادی، ابن عبدربہ، ابن رشیق اور ابن خلدون نے مذکورہ روایت کا تذکرہ بڑے وثوق سے کیا ہے اور اس کی مکمل تائید کی ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کے بیان میں تحقیق کے بجائے تاثر کا عنصر زیادہ غالب نظر آتا ہے۔ ان کے بیان سے صرف اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ عربوں کا شعر و شاعری سے بہت گہرا ربط و تعلق تھا اور وہ شاعروں کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے جس کی سب سے بڑی دلیل ان کے یہاں یہ ہے کہ عرب دور جاہلی میں اپنے پسندیدہ شعراء کے کلام کو خانۂ کعبہ جیسی متبرک جگہ پر لکھ کر آویزاں کر دیا کرتے تھے۔ ان ادیبوں نے اس روایت کو جس انداز میں پیش کیا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کی صحت کے بارے میں ان کو پختہ یقین تھا۔ کاش انھوں نے اپنے اس یقین کے ماخذ اور ذرائع کو اپنی کتابوں میں درج کر دیا ہوتا۔ یہ امر انتہائی حیرت انگیز ہے کہ مذکورہ بالا تمام ادباء نے اپنی گفتگو کے دوران کہیں کسی ماخذ کا حوالہ نہیں دیا۔ ادبی حلقوں میں ان ادیبوں کے اقوال پر اعتماد کیا جاتا ہے اور ان سے استناد کیا جاتا ہے۔

تاہم اس اعتنا کا مفہوم یہ ہرگز نہیں کہ ان کی تمام باتوں کو بلا دلیل تسلیم کر لیا گیا جبکہ ان کا ذکر قدیم اور مشہور ادبا کے بیانات میں نہیں پایا جاتا ہے۔ جو بہرحال اس روایت کو نقل کرنے کے زیادہ مستحق تھے۔

دورِ جدید کے ادیبوں میں جرجی زیدان نے تعلیق کی روایت کا کسی حد تک دفاع کرنے کی کوشش کی ہے انھوں نے مختلف ادیبوں کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد آخر میں اپنی رائے کا اظہار اس طرح کیا ہے "عربوں کے دلوں میں شعر کی جو تاثیر اور عظمت تھی اس سے اس بات کو تسلیم کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ان کو کعبہ پر لٹکایا گیا ہوگا۔ ابو جعفر النحاس نے جس دلیل کی وجہ سے تعلیق کے قول کو رد کرنا چاہا وہ دلیل وزنی نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ "حماد راویہ نے لوگوں کو شعر کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایسا کیا" جب کہ حماد کے دور میں لوگوں کے اندر شعر سے غفلت کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کے برعکس یہ مسلم حقیقت ہے کہ لوگ اپنے تاریخی واقعات کی طرح شعر گوئی سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ بعض خلفاء نے حماد کو عراق سے شام اس لئے بھیجا کہ وہ ایک شعر کے قائل اور اس کے موقع ومحل کی تائید و تحقیق کرے"[۲۸]۔

جرجی زیدان کے مذکورہ بالا بیان میں چند امور قابلِ غور ہیں۔ عربوں کی شعری دلچسپیوں کو اس کی دلیل کیسے بنایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے خانۂ خدا پر اپنے شعری قصائد کو آویزاں کیا تھا۔ اسی طرح ابو جعفر النحاس کی گفتگو کا ماحصل بھی جرجی زیدان نے صحیح نہیں نکالا ہے۔ ابو جعفر النحاس کی گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ معلقہ کو اس نام سے اس سے پہلے کسی نے یاد نہیں کیا اور نہ ہی اس کی اس وجہ تسمیہ کی کسی نے نشاندھی کی۔ حماد راویہ پہلا شخص ہے جس نے ان قصائد کا نام معلقہ رکھا۔ ابو جعفر النحاس کی اس گفتگو سے ظاہر ہے کسی کو کوئی اعتراض

نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ حماد نے یہ اقدام کیوں کیا تو اس کا جواب اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دور میں جاہلیت کے ان ممتاز قصائد کو ہر خاص و عام کی زبان پر جاری و ساری دیکھنا چاہتا تھا۔

جدید اُدبا میں جرجی زیدان کے علاوہ ڈاکٹر عمر فروخ نے بھی معلقات کی اس وجہ تسمیہ کو قبول کیا ہے۔ ان کے قول کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ ان کی گفتگو میں کئی باتیں غور کرنے کے قابل ہیں ۔ متواتر روایتوں کا حوالہ دے کر انھوں نے جس بات کو ثابت کرنا چاہا ہے اس کا عربی زبان و ادب کی ابتدائی اصولی کتابوں میں کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ کسی بات کے تواتر کے لئے یہ پہلی اور لازمی شرط ہے کہ اس بات کا ہر دور میں ایک معتد بہ تعداد کے ذریعہ ذکر کیا گیا ہو۔ ڈاکٹر عمر فروخ کا یہ دعویٰ بھی محتاج دلیل ہے کہ عرب دورِ جاہلی میں اپنے عہد و پیمان کو لکھ کر کعبہ پہ آویزاں کر دیا کرتے تھے۔ تاریخ میں بنو ہاشم کے معاشی بائیکاٹ پر مشتمل عہدنامہ کے علاوہ شاید کوئی دوسری ایسی مثال نہیں پیش کی جا سکتی جس سے ان کے اس قول کی تصدیق کی جا سکے۔ بنو ہاشم کا معاشی بائیکاٹ جن حالات میں ہوا وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ ان حالات میں قریش کے مختلف قبائل کا اس معاہدے کے پاس و لحاظ کرنے کی شکل اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس معاہدہ کو کعبہ پر لٹکا دیا جائے اس سے یہ غرض وابستہ تھی کہ کعبہ کا احترام کرکے کوئی قبیلہ اس معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ ظاہر ہے جاہلی اشعار کا معاملہ بالکل مختلف ہے اس لئے ان اشعار کو اس معاہدے سے جوڑ دینا کسی طرح اچھا نہیں ہے۔

(جاری)